احتساب اور ذمہ داری کا ادبی و فکری تناظر

پروفیسر ڈاکٹر محمد یحییٰ صبا

شعبہ اردو، کروڑی مال کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی-۱۱۰۰۰۷

محمد رمیض رضا مصباحی

شعبہ اردو، کروڑی مال کالج، دہلی یونیورسٹی

تلخیص

مضمون ”احتساب اور ذمہ داری“ میں مسلم امہ کو گہری خود احتسابی، حقیقت پسندی اور اپنے رویوں پر تنقیدی نظر ڈالنے کی دعوت دی گئی ہے۔ میرا ماننا ہے کہ ہمیں موجودہ دور کی مشکلات اور نفرتوں کے لیے صرف دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرانے کے بجائے کچھ دیر بیٹھ کر اپنی داخلی خامیوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

میں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارا احساسِ برتری اور دوسروں پر اپنی سوچ مسلط کرنے کا جنون ہی اصل میں دنیا میں ہمارے لیے دشمنی پیدا کر رہا ہے۔ مجھے اس بات کا سخت دکھ ہے کہ آج کا مسلمان مطالعہ اور تاریخ سے دور ہو کر 'واٹس ایپ یونیورسٹی' کا شکار ہو چکا ہے۔ میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام کی اصل روح ظاہری رسومات، مقبروں کی مجاوری یا ماضی کے جابر حکمرانوں کی اندھی عقیدت میں نہیں، بلکہ ایک مسلمان کے اعلیٰ انسانی کردار میں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں محمود غزنوی یا اورنگزیب جیسے حکمرانوں کی اقتدار کی جنگوں کو اسلام سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ ہمارا واحد اور سچا رول ماڈل صرف نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے، جن کی سیرتِ طیبہ کائنات کے ہر انسان کے لیے رحمت پر مبنی تھی۔ آخر میں، میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک صوفیانہ حکایت بیان کی ہے تاکہ یہ سمجھا سکوں کہ خدا کی رحمت کسی عقیدے کی تفریق کے بغیر سب کے لیے ہے۔ میرا پیغام یہی ہے کہ جب ہم اپنے اندر رواداری پیدا کر کے دوسروں کے لیے محبت اور پناہ گاہ بن جاتے ہیں، تو دنیا نہ صرف ہماری بلکہ ہمارے مذہب کی بھی عزت کرنے لگتی ہے۔

کلیدی الفاظ: خود احتسابی، کردار سازی رواداری ہم آہنگی واٹس ایپ یونیورسٹی تاریخ کا مطالعہ مذہبی برتری (مذہبی تکبر) اقتدار کی سیاست عالمی رحمت

جہاں کہیں بھی ہمیں اچھی چیزیں ملیں ہمیں اپنانا چاہیے۔ ہمیں یہ رویہ اپنانا چاہیے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے ہیں تو اس ملک میں ہم آہنگی، محبت اور گنگا جمونی ثقافت کے بارے میں کتنی ہی اچھی بات کریں، یہ نہیں آئے گا۔ آپ سب آج یہاں جمع ہیں، اور مجھے

شبہ ہے کہ آپ میں سے ۹۵٪ مسلمان ہیں۔ آپ تعریف سن کر اور بدترین قسم کی نفرت دیکھ کر تھک گئے ہوں گے۔ ہمیں کچھ دیر بیٹھ کر اس کا تنقیدی جائزہ لینا چاہیے۔ میرا یقین ہے کہ دنیا کی ہر برادری، معاشرے اور ہر کمیونٹی کو وقتاً فوقتاً اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر یہ زوال پذیر ہے، اگر اس کے خلاف لوگوں کی آوازیں اٹھ رہی ہیں تو اس میں ہمارے مخالفین کا قصور نہیں ہے۔ بہت سی خامیاں ہمارے اندر ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ آج ملک اور دنیا کے مسلمانوں کے لیے وقت آگیا ہے کہ وہ بیٹھ کر غور کریں کہ وہ کون سی غلطیاں کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کا ایک بڑا طبقہ ان کے خلاف ہو گیا ہے، ان کی مخالفت کر رہا ہے۔ یہ باتیں عجیب لگ سکتی ہیں۔ میں یہاں سے میٹھا بول سکتا تھا۔ میں آپ کو بہترین بتا سکتا ہوں۔ میں اسلام کی عظمت کو بیان کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ بے معنی ہے۔ اگر اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہوتا تو میں صبح سویرے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیتا۔ ہمارے نقطہ نظر میں یقیناً ایک فرق ہے، اور ہمیں اس ملک اور اس دنیا میں اسی فرق کے ساتھ رہنا ہے۔ مسئلہ کہیں اور ہے۔

ہم مسلمان ہیں، یا ہم ہندو ہیں، یا ہم عیسائی ہیں، یا ہم سکھ ہیں - دنیا میں کوئی بھی ان چیزوں کے بارے میں کوئی دشمنی نہیں رکھتا۔ کسی کو کوئی مسئلہ نہیں کہ ہم کون ہیں۔ سارا مسئلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ ہم سے بہتر کوئی نہیں، تمھارے مسلمان ہونے سے دنیا کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یاد رکھو آج مسلمانوں میں ایک مشترکہ پرہیز پھیلا ہوا ہے۔ مجھے اکثر اس طرح کے بہت سے مسلم میمز اور پیغامات موصول ہوتے ہیں۔ وہ ہندوؤں کے مسلمانوں کو قتل کرنے کی ویڈیوز آگے بھیجتے ہیں —یا کوئی گرو انہیں اکسا رہا ہے —یا کوئی گرو اسلام کو گالی دے رہا ہے —یا کوئی لیڈر مسلمانوں کے خلاف بول رہا ہے۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے وہ تمام ویڈیوز دوبارہ پوسٹ کر دینی چاہئیں جو مسلم لیڈروں کو گالی دے رہے ہیں پوری دنیا میں مسلم رہنما اور مولانا پوری دنیا سے ناراض ہو کر گھوم رہے ہیں - وہ دنیا میں کسی کو پسند نہیں کرتے۔ وہ ایسی چیزوں سے بھرے پڑے ہیں۔

مجھے نہیں لگتا کہ جو لوگ ابھی یہاں میری تعریف کر رہے تھے، ان کے لیے اس ملک میں دس بارہ مولانا ملیں جو بالکل ایسا کر رہے ہوں۔ میں آج سے نہیں بلکہ ۲۰ سال سے اپنی جگہ پر اس افطار پارٹی کی میزبانی کر رہا ہوں۔ لیکن کتنے دوسرے مولانا، کتنے مسلمان علماء، ایسے ہیں جن کے گھروں میں آپ ہولی منانے گئے، اور کتنے ہندو لوگوں کو ہولی منانے کی دعوت دی گئی؟ آپ میں سے کتنے نے رنگ لگا کر ایسا کرنے کی کوشش کی؟ مجھے نہیں لگتا کہ آپ میں سے اکثر نے ایسا کیا ہے۔ بہت سے معزز مسلمانوں نے اپنے گھروں کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر رکھی ہوں گی تاکہ رنگوں کی چھڑکاؤ سے بچا جاسکے اور ہولی کے جشن کی آوازوں کو روکا جاسکے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ باہر ہوں۔

انہوں نے باہر جا کر ہولی کھیلی ہوگی۔ لیکن بعد میں انہیں اپنی کمیونٹی میں کتنی زیادتیاں برداشت کرنی پڑیں گی... جا کر ان سے اس بارے میں بھی پوچھیں۔

میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ پچھلے کچھ عرصے سے نہ صرف مسلمان بلکہ یہاں کے بائیں بازو کا ایک بڑا طبقہ بھی اکثریت یعنی ہندوؤں کے خلاف ہے۔ یہ پوری دنیا میں سچ ہے۔ جہاں کہیں بھی لیفٹسٹ ہیں... آپ کو لگتا ہے کہ لیفٹسٹ ہی لیفٹسٹ ہیں، ٹھیک ہے؟... بالکل اسی طرح جیسے آپ آج کل جو صحافی پسند کرتے ہیں وہ لیفٹسٹ ہیں۔ درحقیقت ہندوستان میں مسلمان جیسے اجیت انجم، رویش کمار اور برکھادت۔ وہ یہ سب لوگ اس لیے پسند کرتے ہیں کہ وہ مودی، بی جے پی حکومت، ہندوؤں اور ان کی تنگ نظری کو گالی دیتے ہوئے آپ کی تعریف کرتے ہیں یا آپ کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن، آپ میں سے کوئی بھی (جو گزر چکے ہیں) پاکستان کے طارق فتح کو پسند نہیں کرے گا۔ بائیں بازو کی ایک منفرد خصوصیت کو سمجھیں۔ بائیں بازو ہمیشہ اقلیتوں کو نشانہ بناتا ہے کیونکہ اس کی اپنی کمزوریاں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اکثریت کے ساتھ نہیں ہے کہ اسے بائیں بازو کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اس ملک میں اقلیتوں کا شکار ہے اور انہیں حکمران جماعت کے خلاف مسلسل اکساتی ہے۔

یہ بہت بدقسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان میں زیادہ تر مسلمان نہیں پڑھتے۔ میں مسلمانوں سے بائیس سال سے رابطہ میں ہوں۔ میں نے انہیں مسلسل پڑھنے کو کہا ہے۔ بس اپنی کتاب کا نام پڑھیں۔ قرآن کا مطلب ہے پڑھنا، مطالعہ کرنا۔ لیکن تم نہیں پڑھتے۔ جب آپ نہیں پڑھتے تو آپ تاریخ بھی نہیں پڑھتے۔ اور جب آپ تاریخ نہیں پڑھتے تو آپ اپنی جڑیں نہیں ڈھونڈ سکتے، آپ اپنی جڑیں نہیں ڈھونڈ سکتے۔ پھر آپ جو کچھ بھی آپ کو بتایا جاتا ہے اس سے آپ خوش ہوں گے۔ واٹس ایپ یونیورسٹی صرف ہندوؤں کے گھروں میں نہیں ہو رہی۔ واٹس ایپ یونیورسٹی مسلمانوں کے گھروں، سکھوں کے گھروں، عیسائیوں اور دلتوں کے گھروں میں ہو رہی ہے۔ واٹس ایپ یونیورسٹی سب کے گھروں میں ہو رہی ہے۔

اچھی بات کرنے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب وقت ہے سمجھنے کا۔ جو لوگ بادشاہ کی قبر کھود کر اسے برابر کرنا چاہتے ہیں اور تلسی کا پودا لگانا چاہتے ہیں وہ یقیناً احمق ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑے گا؟ یہ تقریباً وہی ہے جو بادشاہ نے خود کیا تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ بے وقوف وہ ہیں جو اس قبر کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں —جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسے بچانے سے ان کی تاریخ محفوظ رہے گی۔ تاریخ قبروں میں نہیں رہتی۔ تاریخ انسانوں میں رہتی ہے۔ تاریخ قبروں میں نہیں رہتی۔ اسلام کی بنیادی روایت قبروں اور مقبروں کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کا کیا مطلب تھا؟ محمد کیا پیغام دینا چاہ رہے تھے؟ کیا وہ اپنے لیے ایک عظیم الشان مندر نہیں بنا سکتا تھا، ایک بہت بڑا مستبا؟ اس کے لیے اہرام سے اونچا مقبرہ بنایا جا سکتا تھا۔ محمد نے اپنی زندگی میں ہی ایسی طاقت حاصل کر لی تھی۔ اس نے ایک کیوں نہیں بنایا؟ کیونکہ محمد جانتے تھے کہ اسلام مقبروں، بتوں، قبروں، محلوں، دروازوں یا نوشتہ جات میں موجود نہیں ہو گا۔ اگر اسلام زندہ ہے تو یہ مسلمان کے کردار میں زندہ رہے گا۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ نظام الدین اولیاء نے محبت، رواداری اور ہم آہنگی کی تبلیغ کی۔ آپ نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس کے باوجود آپ ان کی قبر پر ہر جمعرات، ہر جمعہ، ہر جمعہ، ہر ہفتہ چادر لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ بت پرستی یا مزار کی پوجا کے بارے میں نہیں ہے۔ میں کسی کے خلاف نہیں ہوں۔ میں خود ایک بت پرست ہوں۔ مجھے اس میں سے کسی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا

اعتراض یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے، یہ آپ کا عقیدہ ہے، یہ آپ کو پسند ہے۔ آپ ایک گلاب لے کر پیش کریں...نظام الدین کے دروازے پر... امیر خسرو کے دروازے پر... کسی بابا کے، کسی ولی کے دروازے پر... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جاؤ اور کعبہ میں کھڑے اس سنگ اسد کو چوم لو۔ لیکن اس کا کیا فائدہ؟ در حقیقت، جب تک آپ میں وہ بنیادی خصوصیات نہیں ہیں جنہوں نے اسلام کو پوری دنیا میں پھیلایا...یا، جب تک کہ کسی ہندو میں وہ خصوصیات نہ ہوں جن کی وجہ سے پوری دنیا میں رام کی تعظیم کی گئی، یا کرشنا کو دنیا بھر میں قابل احترام بنایا گیا... یا کسی عیسائی کے پاس وہ صفات نہیں ہیں جنہوں نے یسوع کو پوری دنیا میں اس قدر محبوب اور قابل احترام بنایا... پھر کسی بھی برادری سے تعلق رکھنے کا مطلب صرف برے لوگوں کی ایک بڑی فوج بنانا ہے۔ یاد رکھیں، آپ میں سے بہت سے لوگ، صرف روزہ رکھ کر، افطار چھوڑ کر، اور افطار پارٹیاں کر کے، پھر ان لوگوں کو گالی دیتے ہیں جو آپ کے خلاف بکواس کرتے ہیں... یا گپ شپ کرنے نکل جاتے ہیں... یا ان لوگوں سے متاثر ہو جاتے ہیں جو آپ کو بے معنی تسلی دیتے ہیں... اگر ایسا ہوتا ہے تو آپ اپنا ہی نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔

اس وقت، میرے سامنے مسلمان ہیں، اس لیے میں صرف ان سے بات کر رہا ہوں۔ ہندوستان میں وہ نام نہاد وفاقی نظریہ یا تنگ نظری آپ کی دشمن ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں کون سی آر ایس ایس کام کرتی ہے؟ افغانستان میں کون سی راشٹریہ سویم سیوک سنگھ یا بی جے پی ہے؟ کون سا مودی سوڈان میں ہے؟ عراق میں کون کر رہا ہے؟ ایران میں کون کر رہا ہے؟ شاید دنیا کے ۵۰ سے زائد ممالک اسلامی ہو چکے ہیں۔ نریندر مودی کون ہے، یوگی آدتیہ ناتھ کون ہے، ان ممالک میں کون کام کر رہا ہے؟ چند ایک بہت امیر، امیر، اور غیرت مند عرب ممالک کو چھوڑ دیں۔ اس سے باہر، کیا کوئی ایسا ملک ہے جہاں مسلمان ایک دوسرے کو قتل نہیں کر رہے، ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو مار رہے ہیں؟ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ مسئلہ کہاں ہے۔ اگر مجھے مل گیا تو میں تمہارا دشمن بن جاؤں گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ یہ شخص کافر ہے، ہمیں دھوکہ دے رہا ہے۔ پھر بہتر ہے کہ آپ خود ہی جان لیں کہ کون سی پریشانی آپ کو پوری دنیا میں رسوائی اور رسوائی کا سامنا کر رہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ یورپ یا امریکہ کا ویزا حاصل کرنے کے لیے آپ کو کتنی محنت سے گزرنا پڑے گا؟ آپ کی ٹوپی اور داڑھی کتنا بڑا مسئلہ بن جائے گی۔ ایسا ہمیشہ سے نہیں ہوتا تھا، یہ اچانک کیسے ہو گیا؟ ۲۰۰۰ میں، بی بی سی نے پیغمبر اسلام کو دنیا کی سب سے کامیاب اور تاریخ کی سب سے طاقتور شخصیت کے طور پر سروے کیا۔ ۲۰۰۰ سے ۲۰۱۵-۱۶ تک، اور پھر دوبارہ ۲۰۲۳-۲۴ میں، یورپ اور امریکہ اب آپ کو ویزا نہیں دیتے۔ اس وقت کیا ہوا؟ یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ سمجھیں۔ یہ مسئلہ ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور عیسائیوں میں موجود ہے۔ میں اسے سب کے لیے یکساں سمجھتا ہوں۔

ہماری بت پرستی، ہماری آگ کی پوجا، ہماری مزار کی پوجا، یا ہماری نام نہاد خدا کی عبادت سے کوئی بھی پریشان نہیں ہے۔ مصیبت اس وقت شروع ہوتی ہے جب بہار بھائی یہ سوچتے ہیں کہ ساری دنیا کو بے شکل خدا پر یقین رکھنا چاہئے، یا جب اوما اکک سوچتے ہیں کہ ساری دنیا کو اپنے بھگوان رام پر یقین کرنا چاہئے... سارا مسئلہ وہیں سے شروع ہوتا ہے۔ دوسروں کو اپنے جیسا بنانے کا

جنون ہمیں اس دنیا میں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتا ہے۔ آپ کا بچہ آپ کو پسند نہیں کرتا، وہ آپ کی بات نہیں سنتا، اور آپ چاہتے ہیں کہ پورا ملک آپ کی بات سنے۔ نہ صرف ملک بلکہ پوری دنیا آپ کو سننے کے لیے۔ یہ فخر بھی اچھا لگ سکتا ہے۔ یہ ضرور ہوگا۔ ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر کہے کہ ہماری سنت رسول اللہ ﷺ ہے جس نے خود اتنی بڑی جنگ لڑی۔ تو میرا سوال یہ ہوگا کہ کیا آپ کی سیرت آپ کے نبی کی سیرت ہے؟ کیا آپ دولت سے دور ہیں؟ کیا آپ چاپلوسی سے دور ہیں؟ کیا تم تعریف سے پھولے نہیں سماتے؟ کیا تم معززین کی چاپلوسی نہیں کرتے؟ کیا آپ کا کردار بہت زیادہ بولتا ہے - کہ آپ کا لالچ ہمیشہ آپ کے سر پر ہے - کہ آپ کی خواہشات ہمیشہ آپ کے سر پر ہیں؟ آپ اپنا موازنہ کس سے کر رہے ہیں؟ کیونکہ آپ کے چہرے کو دیکھ کر بار بار لگتا ہے کہ اسلام اورنگ زیب جیسے لوگوں نے پھیلا ہوگا، جنھوں نے ہاتھ میں تلواریں تھامی ہوں، جنھوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا، بہنوں کو ذبح کیا، بھائیوں کو ذبح کیا... اور پھر بھی ٹوپیاں باندھ کر اپنے آپ کو اولیاء کہتے ہیں۔ یہ تاریخ ہے؛ آپ اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔ لیکن یہاں کسی ہندو کے لیے خوش ہونے کی کوئی جگہ نہیں ہے — کیوں کہ بمبیسارا بھی وہی کر رہا تھا — سمندر گپتا بھی وہی کر رہا تھا — اجاتا شترو بھی وہی کر رہا تھا... اقتدار میں یہی ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ ایک طاقت دوسری طاقت کو نگلنے کے لیے کرتی ہے۔ اقتدار میں کوئی باپ، بیٹا، بھائی یا بہن نہیں ہے۔ میں نے حال ہی میں کہا تھا کہ ناشکری اور ناشکری سیاست دان کی پہلی نشانیاں ہیں۔ آپ سیاست اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک آپ ناشکری نہ کریں۔

آپ کا رول ماڈل محمود غزنوی، محمد غوری، اورنگ زیب یا اکبر نہیں ہے۔ یقین جانیے، آپ کی سمجھ کے مطابق، اسلام کے مطابق، صرف ایک رول ماڈل ہو سکتا ہے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم... اور کوئی نہیں۔ جو اس کے بعد آتے ہیں وہ آپ سے محبت کرنے کے لیے ہیں۔ آپ رومی سے محبت کر سکتے ہیں۔ آپ منصور سے محبت کر سکتے ہیں۔ آپ نظام الدین سے محبت کر سکتے ہیں۔ آپ غالب سے محبت کر سکتے ہیں۔ آپ جس سے چاہیں پیار کر سکتے ہیں۔ آپ گاندھی سے محبت کر سکتے ہیں - آپ کسی سے بھی پیار کر سکتے ہیں۔ اور جب آپ اپنی زندگی میں اپنی پیشن گوئی کی فطرت کو مجسم کرنے کی کوشش کرتے ہیں — آئیے آج سے شروع کرتے ہیں — ایک سال کے بعد، آپ دیکھیں گے کہ آپ کے دشمن کم ہو گئے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ لوگ اب آپ سے بغض نہیں رکھتے، بلکہ اس لیے کہ آپ اب دوسروں کی دشمنی سے نہیں ڈرتے۔ اب آپ کو اپنے اللہ پر اتنا بھروسہ ہے کہ وہ آپ کو ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا۔ آپ کا خوف آپ کے دشمنوں کو بڑھاتا ہے، اور آپ کی ہمت ان کو کم کرتی ہے۔ یاد رکھو جو ہمت رکھتے ہیں وہ اپنے دشمنوں کو کم ہوتے دیکھیں گے۔ ڈرنے والے اپنے دشمنوں کو بڑھتے ہوئے دیکھیں گے۔

ہندوستان، پاکستان اور آس پاس کے خطوں میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے: ایک عرصے سے مسلمانوں کو چند مسلمانوں نے خوف میں مبتلا رکھا ہوا ہے۔ ان کو ایسے خوف میں رکھا گیا ہے جیسے ان پر قیامت ہے۔ پوری دنیا ان کے خلاف نیزے کھینچے کھڑی ہے۔ آپ کسی کربلا میں کھڑے نہیں ہیں، یہ ذہن میں رکھیں۔ آپ ایک اچھی دنیا میں رہتے ہیں۔ یہ دنیا یقیناً بری ہے، لیکن یہ صرف آپ کے لیے بری نہیں ہے۔ یہ میرے لیے بھی برا ہے۔ یہ سب کے لیے برا ہے۔ فضائی آلودگی صرف آپ کے لیے نہیں ہے، یہ

میرے لیے بھی بری ہے۔ ماحول گرم ہوتا جا رہا ہے، نہ صرف آپ کے لیے، بلکہ میرے لیے بھی۔ مہنگائی آپ کی بھی ہے اور میری بھی۔ بیماری آپ کو بھی ہے اور مجھے بھی۔ دنیا کی ہر بری چیز ہمارے درمیان مشترک ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس دنیا میں جو کچھ بھی اچھا ہے وہ ہمارے اور آپ کے درمیان تقسیم ہے۔ یہ بھارت کے اندر ختم نہیں ہوا ہے۔

اگر یہاں کی اکثریت اورنگ زیب سے نفرت کرتی ہے تو یہ نہ سمجھیں کہ وہ آج ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اس وقت ہم سکول میں تھے۔ ممتاز جو یہاں ہے اس نے بھی سکول میں پڑھا، بہار بھائی نے بھی سکول میں پڑھا۔ ہمارے سکول میں بھی اورنگ زیب کو برا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ تاریخ نے انہیں کبھی ایک اچھے بادشاہ کے طور پر پیش نہیں کیا۔ لیکن ان دنوں بھی ہم اپنے گھروں میں محمد رفیع کی تصویریں لٹکایا کرتے تھے۔ ہم دلیپ کمار کی تصویریں لٹکایا کرتے تھے۔ اس طرح ہندوستان مرزا غالب سے مگن تھا۔ یہی ہندوستان میر تقی میر کو لفظوں کا خدا کہتا تھا۔ یہی ہندوستان امیر خسرو کے گیت گاتے ہوئے پروان چڑھ رہا تھا۔ یہ مت سمجھو کہ اس ملک کے ہندو مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن ہاں، میرا یقین کرو، جب ہم سب ایک کمیونٹی میں جمع ہو جاتے ہیں، تو پھر ہم اپنی تاریخ کو دیکھنے لگتے ہیں۔ اور تاریخ کے ڈنک، درد اور درد ہے۔ پھر ہم اورنگزیب کا غصہ ممتاز پر نکالنا شروع کر دیتے ہیں جو ایک مسئلہ ہے۔

اورنگزیب کے غصے کو ممتاز پر آنے سے روکنے کے لیے، ممتاز کو خود اپنے کردار کو اورنگزیب کے ساتھ سیدھ میں کرنے سے گریز کرنا ہوگا۔ پھر، اسے اپنے کردار کو غالب، میر، خسرو... یا اگر ممکن ہو تو اس سے بھی بلند، اپنے نبی کے ساتھ جوڑنا ہوگا، جو ہر کسی سے محبت رکھتے تھے۔ جس نے کہا، "میرا خدا دنیا کی رحمت ہے،" "میرا خدا ساری دنیا کے لیے رحمت ہے۔" "یہ صرف لبوں کی خدمت نہیں ہے، آپ نے ابھی کچھ کہا؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کا خدا پوری دنیا پر رحم کرتا ہے... اور اگر وہ کرتا ہے، تو یہ اس کی رحمت کی وجہ سے ہے کہ ہر کوئی موجود ہے، یہاں تک کہ وہ بھی جو اس پر یقین نہیں رکھتے۔ ایک پرانی صوفی کہانی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا حکم دو جسے میں پورا کر سکوں، بار بار۔ اللہ نے فرمایا نہیں بس لوگوں کو کھلاؤ بس میرے تمام بندوں کو کھلاؤ۔ موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے میں سب کو بلا کر کھانا کھلاؤں گا۔ وہ سب کو کھانے کی دعوت دیتا۔ موسیٰ یہودی تھے۔ وہ لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا اور پھر سب کو کھانا کھلاتا۔ ایک دن ایک بوڑھا آدمی آیا اور کہنے لگا مجھے کچھ کھانا دو۔ موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے، آؤ، نماز پڑھو اور کھاؤ۔ بوڑھے نے کہا نہیں میں تمہارے خدا کو نہیں مانتا میں تمھارے خدا کو نہیں مانتا۔ موسیٰ نے جواب دیا پھر تم تو کافر ہو، میں تمہیں کھانا کیسے دوں؟ موسیٰ نے اسے پھیر دیا۔ پھر موسیٰ اللہ سے بات کرنے کے لیے واپس طور پر گئے۔ موسیٰ کلیم اللہ تھے، کلام بولتے تھے۔ وہ اللہ سے بات کرنے چلا گیا۔ موسیٰ نے ایک سوال کیا، اللہ نے جواب نہیں دیا۔ سلسلہ چلتا رہا۔ ایک دن، دو دن، تین دن، چار دن۔ جب ایک ہفتہ تک کوئی جواب نہ آیا تو موسیٰ کو ایسا لگا جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ وہ روتے ہوئے پکارنے لگا، "میری غلطی معاف کر دو، بتاؤ کیا ہوا ہے!" پھر آواز آئی، "میں نے تم سے کہا تھا کہ سب کو کھانا کھلاؤ، لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔" اس نے جواب دیا، "میں نے سب کو کھانا کھلایا، میں نے صرف اس کو نہیں کھلایا جو آپ کو نہیں مانتا۔" اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے

پوچھا کیا میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ پر یقین نہیں کرتا لیکن میں اسے برسوں سے پال رہا ہوں، تم نے یہ ذمہ داری کیسے نبھائی؟ سوال یہ ہے:

دنیا کے تمام مذاہب عظیم بن گئے کیونکہ انہوں نے سب کو اپنی طرف بلایا- انہوں نے ہر ایک کے لیے سایہ اور پناہ گاہ فراہم کرنے کی کوشش کی۔ اور اگر یہی کردار کسی ہندو، مسلمان، سکھ یا عیسائی میں پیدا ہو جائے تو لوگ ان کی طرف آتے ہیں۔ ان کا احترام کرتے ہیں۔ اور پھر اس کی وجہ سے وہ اپنے مذہب اور اپنے عقیدے کا بھی احترام کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ سلسلہ رک جاتا ہے!!

***